چودہویں صدی عیسوی کے اواخر کا ایک نادر سہروردی مخطوطہ شیخ اخی جمشید راجگیری کے ملفوظات

ڈاکٹر مقصود احمد خان

حال ہی میں علی گڑھ یونیورسٹی کی مولانا آزاد لائبریری میں شیخ اخی جمشید راجگیری کے ملفوظات[۱] کی ایک جلد خاکسار نے دریافت کی، جس میں تصوف اور اس کے مختلف اسرار ورموز کے نکات اور اس کی معنویت کو شیخ نے مختلف ابواب میں باندھا ہے۔ ان ملفوظات میں ان کے صوفیانہ افکار اور خیالات کے بارے میں نہایت اہم معلومات موجود ہیں، جسے اس مضمون کے ذریعے عوام تک پہنچانے کی کوشش کی گئی ہے۔

سہروردی سلسلے کے ایک اہم بزرگ شیخ اخی جمشید راجگیری[۲] اُچہ کے سید جلال بخاری مخدوم جہانیان جہان گشت[۳] کے خلفاء میں تھے۔ ان کا اصلی نام جمشید تھا اور زہرہ مئو[۴] کے رہنے والے تھے،لیکن ان کے پیر شفقت سے انہیں اخی کہہ کر بلاتے تھے اور وہ اسی نام سے ہر خاص وعام میں مشہور ہوئے۔ بچپن میں ہی روحانیت کی تلاش میں گھر بار چھوڑ دیا۔ اپنا تمام مال ومتاع غریبوں اور ضرورتمندوں کے درمیان تقسیم کرکے انہوں نے مخدوم جہانیان کی صحبت اختیار کی اور ان کی خدمت میں ایک طویل مدت گزاری۔ ان سے روحانی تربیت حاصل کرنے کے ساتھ ہی ان کی زیر نگرانی زہدوتقویٰ کے اسباق ازبر کیے۔ مخدوم جہانیان نے اپنے ہر دل عزیز مرید شیخ احمد جمشید کو خلافت نامہ عطا کیا اور قنوج[۵] کی ولایت بخشی۔ نہایت مختصر مدت میں ان کی روحانیت اور کرامات نے ہزاروں لوگوں کو ان کی طرف متوجہ کرلیا اور وہ خواص وعوام کے درمیان مقبول ہوگئے۔

آپ کی زندگی کا ایک مشہور واقعہ یہ ہے کہ ایک دفعہ ہولی کے موقع پر نہایت رنگین کپڑے اور زیورات زیب تن کیے، غیرمسلم نوجوانوں کا ایک گروہ رقص کرتے اور نغمے گاتے ہوئے ان کے گھر کے پاس سے گذرا۔ شیخ اس گروہ کے نغمے کوسن کر جذب کی حالت میں آگئے اور ان کے ساتھ ہولئے۔ اسی حالت میں تین دن تک محور ہے اور قنوج کی گلیوں اور کوچوں میں بھٹکتے رہے۔ عوام بھی خود کو اس پر کیف مستی کا شکار ہونے سے نہ روک سکے اور ان کے ساتھ بھٹکتے پھرے۔ علماء شیخ

کے خلاف فتویٰ صادر کرنے کی تیاری کرنے لگے کہ انہوں نے شریعت کی خلاف ورزی کی ہے اور ان کو اس کی سخت سزا ملنی چاہئے۔ ۶ اس سلسلے میں انہیں قنوج کے سب سے بڑے عالم میر سید احمد منجھالے کی منظوری درکار تھی جو شیخ کی روحانی قوتوں سے بخوبی واقف تھے۔ انہوں نے اس دستاویز پر دستخط کرنے سے انکار کردیا جو شیخ کے خلاف تیار کیا گیا تھا۔ مراۃ الاسرار کے مصنف عبد الرحمٰن چشتی میر سید منجھالے اور ان کے وارثین کی مالی خوشحالی کو شیخ راجگیری کی دعاؤں کا ثمرہ بتاتے ہیں۔ ۷

اس کے بعد ان علماء نے خواجہ سلطان الشرق ، سلطان جونپور (متوفی ۸۰۱ ہجری ر ۱۳۹۹ عیسوی) کا رخ کیا اور ان کو اس بات پر رضا مند کرنے کے لئے ہر ممکن کوشش کی کہ وہ شیخ کے خلاف کوئی تادیبی کارروائی کریں۔ شیخ راجگیری نے اپنا موقف واضح کرنے کے لئے سلطان کو ایک خط تحریر کیا کہ'' میں نے زمین پر رقص کیا ہے اور اب میں حضور والا کے تعاون سے دانستہ ہوا میں رقص کرنے کی خواہش رکھتا ہوں''۔ انہوں نے خط میں یہ بھی واضح کیا کہ'' الوہی محبت کی راہ مین موت کا حصول سب سے پسندیدہ مقصد ہے''۔ جب سلطان نے اس خط کو پڑھا تو اس نے شیخ کے خلاف کوئی اقدام کرنے سے صاف انکار کردیا۔ ۸

قنوج میں ان کے قیام کے دوران ہی ہندوستان میں مداریہ سلسلہ کے بانی اور رہنما شیخ بدیع الدین شاہ مدار ۹ ایک دفعہ ان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ شیخ نے نہایت احترام کے ساتھ ان کا استقبال کیا اور بڑی پر تکلف مہمان نوازی کی۔ شیخ اخی قنوج میں بہت دنوں تک قیام نہ کر سکے کیونکہ لوگوں کا اژدہام ان کے استغراق اور خلوت میں رخنہ پیدا کرنے لگا تھا۔ انہوں نے بہتر ماحول کی خواہش میں بالآخر قنوج کو خیر باد کہہ کہ ایک چھوٹے اور قدرے ویران گاؤں ،راجگیر ، میں مستقل سکونت اختیار کرلی۔ ۱۰ شیخ اخی راجگیری نے خلوت نشین زندگی کی طلب میں کچھ مدت فیروز آباد کے لکڑی بازار کے ایک گوشہ میں قیام کیا اور اس دوران انہوں نے کسی کو اپنے قریب آنے کی اجازت نہیں دی سوائے چند مخصوص اصحاب کے جن میں ملک عبد اللہ بھی شامل تھے جو ایک تارک الدنیا بزرگ تھے اور جنہوں نے روحانی طور پر خود کو شیخ نصیر الدین چراغ دہلی سے وابستہ کیا ہوا تھا۔

شیخ نے تجرد کی زندگی اختیار کی اور عوامی زندگی کو ترجیح دیتے تھے۔ انہوں اپنا قیمتی وقت اور ساری قوت کو عوامی خدمات کے لئے وقف کردیا یہ سلسلہ راجگیر میں ان کی وفات نے جاری رہا۔ ۱۱ روحانی اور دنیاوی فیوض کے حصول کے لئے ان کے پاس لوگ آتے رہے۔ انہوں نے اپنی ہمشیرہ

کے صاحبزادے شیخ نورولد شیخ قیام الدین کو تربیت دی اور اپنا سجادہ نشین ۱۲ مقرر کیا، جس کا دعویٰ شیخ فتح اللہ راجگیری ۱۳ بھی کرتے تھے۔

شیخ کا خیال تھا کہ صوفی وہ ہے جو دنیا کی تمام آلائشوں سے خود کو پاک کرلیتا ہے اور جو دنیاوی مال و متاع کی حرص سے اپنے دل کو اس طرح پھیر لیتا ہے کہ اس کی نظر میں پتھر اور سونے کی قدر یکساں ہوجاتی ہے۔ ۱۴

لیکن وہ اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ حقیقی صوفی نہایت کمیاب ہیں۔ ۱۵

شریعت پر وہ بہت زور دیتے ہیں اور سچا صوفی اسی کو مانتے ہین جو شریعت کے ذریعے بتائے گئے مذہبی فرائض کی مکمل ادائیگی کرتا ہے۔ ۱۶ ان کے مطابق ''شریعت ایک کشتی کی طرح، طریقت ایک دریا کی طرح اور حقیقت ایک درنایاب کی طرح ہے۔ اگر کوئی اس درنایاب کا خواہش مند ہوتو ضروری ہے کہ وہ پہلے ایک کشتی کا انتظام کرے، پھر دریا میں ڈال دے، اس کے بعد ہی وہ اپنی منزل مقصود کو پہنچ سکتا ہے۔'' شیخ کے ذریعے بتائی گئی دوسری مثال یہ ہے کہ'' شریعت ایک صحن کی طرح ،طریقت ایک نزدبان (زینہ) کی طرح اور حقیقت ایک بام کی طرح ہے۔ اگر کوئی شخص بام پر پہنچنا چاہتا ہے تو ضروری ہے کہ وہ پہلے صحن میں داخل ہو، پھر زینہ طے کرے، اس کے بعد ہی وہ بام پر پہنچ سکتا ہے۔''

شیخ کے مطابق کسی نو آورد (Novice) شخص کے لئے جو اللہ کی رفاقت کا خواہش مند ہو، ایک لائق وفائق اور تجربہ کار پیر کی صحبت ناگزیر ہے۔ ان کے نزدیک انسان دو مختلف جو ہر سے مل کر تخلیق ہوا ہے، ایک جو ہر الوہی اور دوسرا جو ہر سفلی اور دونوں جواہر امراض سے اثر انداز ہوسکتے ہیں۔ سفلی وجود کو لاحق ہونے والے امراض کے علاج کے لئے حکیم موجود ہیں جو علاج کے ذریعہ انسان کو بیماری سے صحت مندی میں تبدیل کردیتے ہیں اور اس طرح لوگوں کو ہلاکت سے بچا لیتے ہیں۔ اسی طرح روحانی بیماریوں کے لئے بھی حکیم ہوتے ہیں جو اپنی معالجاتی تدبیروں سے بیماریوں کی وجوہات دریافت کرتے ہیں اور امراض کی تشخیص کرتے ہیں اور ایک بیمار شخص کو قعرِ مذلّت سے نکال کر نجات کی منزل تک پہنچاتے ہیں۔ سفلی امراض کے ڈاکٹر حکماء ہوتے ہیں جب کہ ہر قسم کے روحانی امراض سے نجات دلانے والے اولاً انبیائے کرام اور ان کے بعد شیوخ یعنی پیر ہوتے ہیں۔'' شیوخ اپنی بارگاہ ارادت میں پیغمبر وں کی طرح ہیں۔'' وہ مزید فرماتے ہیں کہ جس طرح سفلی

(جسمانی) مرض میں مبتلا شخص ایک لائق ڈاکٹر کے علاج کے بغیر اپنی جان سے ہاتھ دھوسکتا ہے۔ اسی طرح روحانی امراض میں مبتلا شخص بھی کسی پیغمبر یا تجربہ کار شیخ کی دستگیری کے بغیر تباہی کے خطرات کی زد میں ہوتا ہے۔'' پیغمبروں کی قوموں میں سے علماء اصل میں پیغمبروں کے وارث ہوتے ہیں''۔ ایک حکیم بیماری کی وجہ جاننے کے لئے مریض کی نبض دیکھتا ہے اور اس کے لئے اس کی جسمانی استعداد کے مطابق دوا تجویز کرتا ہے۔ وہ مختلف وزن میں کئی دوائیں ملا کر مریض کے لئے معجون بھی تیار کرتا ہے اور کوئی چیز جو ایک مریض کے لئے تجویز کرتا ہے دوسرے کی صحت بر آوری کے لئے وہی چیز اسے منع کر دیتا ہے۔ اسی طرح پیغمبر بھی روحانی مریض کی داخلی تکلیفوں کو سمجھتے ہوئے مریض کے درک واستعداد کے مطابق کسی خاص اصول پر عمل پیرا ہونے کی تلقین کرتے تھے۔ کبھی کسی کو دو اور کبھی تین اور مخصوص حالات میں چار اصولوں کی پیروی کی تلقین فرماتے تھے۔ کسی بات کو جائز قرار دیتے تھے اور کسی چیز کے لئے منع فرمادیتے تھے۔ یہ ساری تدبیریں اس لئے اختیار کی جاتی تھیں تاکہ امراض کی صحیح تشخیص ہوسکے اور مریض کو جلد سے جلد قوانین کی متوازن پیروی کے ذریعے صحیح علاج بہم پہنچایا جاسکے۔ اس طرح وہ تباہی سے بچ جاتا تھا۔ اگر جسمانی امراض میں مبتلا کوئی شخص اپنے معالج کی مخالفت کرتا ہے اور اس کے احکام کے برخلاف عمل کرتا ہے تو لاحق مرض یقیناً دن بہ دن اس شخص کو مزید بیمار کرتا جائے گا اور بالآخر ایک دن اسے تباہ کردے گا۔'' ۱۷

شیخ مریدوں کے خلوت نشینی اختیار کرنے کے خلاف تھے۔ اس سلسلے میں وہ حضرت نصیر الدین چراغ دہلی کی مثال دیتے ہیں جنہوں نے ایک دفعہ اپنے بھانجے شیخ زین الدین کو حکم دیا کہ وہ ان درویشوں کے سامنے جلو فرمائیں جو خلوت نشینی کی زندگی اختیار کئے ہوئے ہیں۔ شیخ نے ان لوگوں کو مشورہ دیا کہ پہلے وہ سچے مسلمان بنیں اور یہ کہ خلوت نشینی صرف ان لوگوں کے لئے ہے جن کے دل اللہ کے سوا دنیا کی ہر چیز سے بھر چکے ہیں۔ ۱۸

دل کو لاحق تمام امراض کی اصل وجہ دنیاوی چیزوں سے لگاؤ ہے۔ خود پسندی، عہدوں کا لالچ، حسد، غرور، غیبت، حد سے متجاوز خواہشات، گناہ کو معمولی سمجھنا، مظلوموں پر رحم نہ کھانا، انسانی خدمت سے گریز اور ان کے علاوہ کھانے، سونے اور گفتگو میں حد سے تجاوز کرنا ایسی ہی بیماریاں ہیں۔ شیخ کے مطابق ان بیماریوں کا علاج ترک دنیا ۱۹ میں پوشیدہ ہے اور اس کا حصول صرف قلب کی صفائی سے ہی ممکن ہے۔ قلب کی صفائی کے لئے شیخ نے درج ذیل مشورے دئے ہیں:

۱- عبادت جس کی دوقسمیں ہیں: عبادت ظاہری اورعبادت باطنی ۔ ابتداء میں مرید کے لئے ضروری ہے کہ وہ پہلے عبادت ظاہری مثلاً نماز ، روزہ ،کم کھانا،کم سونا اورکم بات کرنا اور اللہ کے ذکر میں خودکومصروف کرے۔ ۲۰

۲- ذکرِ الٰہی بھی دوطرح کا ہوتارہا ہے:۱۔ ذکرجلی اور ۲۔ ذکرخفی ۔ شیخ کے مطابق ابتدا میں مرید کو چاہئے کہ وہ اپنی زبان کو ہمہ وقت ذکر الٰہی میں مصروف رکھے ، کیونکہ یقینی طور پر اس کا یہی مشغلہ ذکرخفی میں تبدیل ہوجاتا ہے۔

۳- فاقہ کرنا: شیخ نے فاقے کےفوائد کاتجزیاتی جائزہ لیتے ہوئے مرید کے لئے اسکی خوبیوں اورخامیوں کو دس نکات میں بیان کیا ہے۔

(i) فاقہ انسان کے قلب کی صفائی کرتا ہے اور اسے دانش عطا کرتا ہے، جب کہ شکم سیری انسان کوست اور کاہل بنادیتی ہے ۔

(ii) زیادہ کھانا انسان کوشقی القلب بنادیتا ہے جب کہ فاقہ اس کو رقیق القلب بناتا ہے اور اللہ کے ذکر ومناجات کا مزہ وہ آسانی سے لے سکتا ہے۔

(iii) جس کا پیٹ بھرا ہوتا ہے وہ اللہ کے ذکر اورعبادت سے لاپرواہی برتنے لگتا ہے جو اسے جہنم میں لے جاتی ہے لیکن مالی پریشانی ،غربت اور خاکساری انسان کو جنت میں لے جاتی ہے۔

(iv) ایسا شخص جوشکم سیر ہو وہ بھوکوں اورغریبوں کونظر انداز کرنے لگتا ہے۔

(v) انسان کو اپنے نفس کا غلام نہیں بننا چاہئے جس کو فاقے سے مسخر کیا جاسکتا ہے ۔ اس سے انسان غیرضروری جنسی ہوس سےنجات پالیتا ہے۔

(vi) کم کھانے والا زیادہ سونے سے بچتا ہے اور وہ اس وقت کو دن رات اللہ کی یاد اور ذکر میں استعمال کرسکتا ہے جب کہ زیادہ کھانا انسان کوقلب مطمئنہ بخشتا ہے اورخوش باشیوں ،تفریحات جیسے لہو ولعب میں گرفتار ہوجاتا ہے اور اپنا قیمتی وقت اورقوت ضائع کرتا ہے۔

(vii) معاشی اعتبار سے دیکھا جائے تو بھی کم کھانا بہت سودمند ہے۔ اس سے انسان روزانہ بہت سی کھانے پینے کی چیز خریدنے کی زحمت سے بچتا ہے اورخرچ پر قابورکھ پاتا ہے۔ دوسری طرف وہ اپنا قیمتی وقت بھی بچا سکتا ہے جو وہ کھانا بنانے میں صرف کرتا ہے۔

(viii) کم کھانے سے انسان صحت مند رہتا ہے ۔ اس طرح وہ بیماریوں ، ذہنی پریشانیوں ،

حکیموں کی صلاح اور بالآخر ڈھیر ساری دوا کھانے سے بچ جاتا ہے۔

(ix) خوب ذائقہ دار کھانے کے لئے انسان کو خوب پیسے کی ضرورت ہوتی ہے اور اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے وہ کئی طرح کے غیر قانونی اور غیر اخلاقی افعال کا مرتکب ہوسکتا ہے۔لیکن کم کھانے سے اس کا خرچ از خود محدود ہوجاتا ہے۔

(x) غیر ضروری کھانے پر خرچ ہونے والی رقم کو بچا کر انسان ضرورت مندوں کے درمیان صدقہ کرسکتا ہے جو اس دنیا میں بھی باعث خیر ہے اور آخرت میں بھی۔

ان باتوں کی تلقین کے بعد شیخ نے یہ بھی کہا کہ جو لوگ کم کھانا کھا کر ڈائٹنگ شروع کرنا چاہتے ہیں ان کے لئے ضروری ہے کہ وہ ایک دم سے ایسا نہ کریں بلکہ کم خوراکی کا نظام مرحلے وار طور سے اپنائیں۔ مثال کے طور پر اگر دو پہر کے کھانے میں روٹی کے تین ٹکڑے کھاتا ہے تو وہ پہلے دن ایک ٹکڑا کم کرے، پھر دوسرے دن مزید ایک ٹکڑا اور اسی طرح اپنا معمول بنائے۔۲۱

ان ہدایت کے علاوہ شیخ نے نفس پر قابو پانے پر سب سے زیادہ زور دیا ہے۔ ان کے مطابق جس شخص نے اپنے نفس پر قابو پالیا اس نے اللہ کو پالیا۔۲۲

شیخ کا عقیدہ تھا کہ لفظ عشق اللہ کی نسبت سے متعلق ہے۔ اپنے عقیدے کی تائید میں انہوں نے اس امر تفصیل سے گفتگو کی ہے۔ ۲۳ وہ سماع ، وجد، رقص وغیرہ کے بھی حامی تھے۔ اپنے خیال کی تائید میں انہوں نے ایک حدیث نقل کی ہے اور سماع کے موضوع پر موجود اہم مآخذ مثلاً ''کتاب سماع''، '' تاج السماء''، ''عوارف المعارف'' وغیرہ کا حوالہ دیا ہے۔۲۴

مصادر وحواشی:

۱۔ شیخ یحیٰی بن علی اصغر بن عثمان حسینی راجگیر کے رہنے والے تھے۔آپ سید جلال الدین بخاری مخدوم جہانیان جہاں گشت کے مرید تھے۔تقریباً چودہ سال شیخ کی خدمت میں بسر کی۔ مرشد کے انتقال کے بعد آپ نے شیخ اخی جمشید راجگیر کی صحبت اختیار کی اور ملفوظات کی ابتداء ۔ ۱۳۹۱ء/ ۷۹۴ھ سے کی۔ یہ ملفوظات ۱۱۴ اوراق پر مشتمل ہیں۔ اس میں ۱۲ مجالس ہیں۔تقریباً دو ماہ میں اس کو مکمل کیا۔

مخطوطہ مولانا آزاد لائبریری اے ایم یو، فارسیہ وتصوف، کالم نمبر ۳/ ۶۶۔

۲۔ عبد الحئ صاحب نے انہیں اسرائیلی لکھا ہے۔نزھۃ الخواطر، دائرۃ المعارف حیدر آباد، جلد

۳،ص ۵۱

۳۔ آپ شیخ الاسلام شیخ رکن الدین ابوالفتح قریشی کے مرید اورنصیر الدین چراغ دہلی کے خلیفہ تھے۔ امام عبد اللہ یافعی سے بھی آپ کو مصاحبت حاصل تھی ۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی: اخبارالاخیار: ص ۱۴۱۔ ۱۴۳؛ عبد الرحمٰن چشتی : مرآۃ الاسرار ، اردو ترجمہ مولانا الحاج کپتان واجد بخش سیال چشتی صابری ، ادبی دنیا،مٹیا محل، ۲۰۰۵ء ؛ درویش جمالی : سیر العارفین ، روٹو گراف ڈیپارٹمنٹ آف ہسٹری اے ایم یو،ص ۲۹۔ ۳۳؛ شیخ عبد الصمد بن افضل محدم : اخبار الاصفیاء مخطوط مولانا آزاد لائبریری۔ اے۔ایم ، یوعلی گڑھ،فرنگی محل کلکشن ، (فارسیہ تذکرہ) نمبر ۳/ ۸۵

۴۔ یہ موضع پرگنہ دریا آباد میں واقع ہے۔ مرآۃ الاسرار : اردو ترجمہ،ص ۱۰۹۸

۵۔ مرآۃ الاسرار : اردو ترجمہ،ص ۱۰۹۸۔

۶۔ مرآۃ الاسرار کے مطابق مخدوم جہانیان نے اخی جمشید کو جونپور بھیج دیا۔ اردو ترجمہ،ص ۱۰۹۸۔ بحر ذخار مخطوطہ مولانا آزاد لائبریری، اے ایم یو،ص ۱۶۵۳: مولانا غلام سرور ،خزینۃ الاصفیاء، جلد ۲،ص ۲۴ پر مذکور ہے: ''مخدوم جہانیان صاحب ولایت دیار قنوج ساخت''

۷۔ مرآۃ الاسرار ، اردو ترجمہ،ص ۱۰۹۹

۸۔ میر سید احمد منجملہ علمائے اکابر کے سردار تھے۔ چونکہ میر سید احمد اہل باطن تھے انہوں نے دستخط کرنے سے انکار کردیا اور فرمایا کہ لوگ نفس پرست ہوگئے ہیں۔ہمیں یہ حق حاصل نہیں ہے کہ حق تعالیٰ کے دوستوں کے حال میں مزاحم ہوں پس وہ فتویٰ ختم ہوگیا لیکن اس میں حصہ لینے والے گوناگوں مصائب میں گرفتار ہوگئے اور آج تک انکی اولاد اس نحوست میں مبتلا ہے اور ان میں سے اکثر گھر بار سمیت تباہ وبرباد ہوگئے ہیں۔ شیخ اخی نے دعا دی کہ میر سید احمد کی دیگ قیامت تک گرم رہے گی اور اس دعا کا اثر آج تک ظاہر ہے۔ میر سید احمد سلاطین وقت کے ہاں بہت معزز تھے اور ان کے پوتے میر صدر الدین بھی سلطان سکندر ابراہیم لودھی کے ہاں بہت معظم ومحترم رہے۔ چنانچہ آپ بادشاہوں کی دائیں طرف بیٹھتے تھے.... ان کے بعد ان کے فرزند سید عبد الغفار بھی بڑی شان وشوکت سے رہتے تھے ان کے لئے باون ہزار روپے مقرر تھے اور یہ ساری رقم محتاجوں پر خرچ ہوتی تھی۔ انہوں نے قنوج سے ترک سکونت کر کے قصبہ بہانی میں قیام فرمایا۔ میر سید صدر جہاں نے بڑی شہرت پائی چنانچہ جلال الدین اکبر کے زمانے میں آپ صاحب نوبت اور سارے ملک کے صدر

الصدور تھے۔ آپ کا مزار بہانی میں زیارت گاہ خلق ہے۔ آپ کے بعد آپ کے محبوب ترین فرزند میر سید نظام الدین مسند نشین ہوئے۔ سلطان شہاب الدین محمد شاہجہاں نے آپ کو صاحب نوبت اور مرتضیٰ خان کا خطاب عطا فرمایا۔ آج میر سید نظام الدین مرتضیٰ خانی سارے ہندوستان کے لوگوں میں ممتاز اور مکرم ہیں۔ مرآۃ الاسرار، اردو ترجمہ، ص ۱۱۰۰-۱

۹۔ مرآۃ الاسرار، اردو رجمہ، ص ۱۱۰۱

۱۰۔ مرآۃ ماری: مخطوطہ حبیب گنج کلکشن نمبر ۱/ ۳۲/۱۲۹۔ نیز دیکھئے: اخبار الاخیار، اخبار الاصفیاء، کلمات صادقین، بحر زخار۔

۱۱۔ موضع راجگیر کالی ندی کے کنارے قنوج سے تین میل کے فاصلے پر جنوب مشرق میں واقع ہے۔

E.R.Neave, A District Gazetteers of the United Provinces of Agra and Oudh, Farrukhabad, Allahabad, Vol. IX, 1911,p.223; A. Fuher, Archaeological Survey of India, Report, Vol. II, New Series, p.83

۱۲۔ خزینۃ الاصفیاء کے مطابق ان کی تاریخ ولات ۸۰۱ ہجری ہے۔ لیکن عبد الحیٔ صاحب ان کی وفات بروز چہارشنبہ ۱۰ شوال سنہ ۸۴۲ھ بتاتے ہیں۔ نذھۃ الخواطر جلد ۳، ص ۵۲

۱۳۔ آپ نے اپنے ہمشیرہ زادہ شیخ نور والد شیخ قیام الدین ساکن موضع رہڑاموڑ کی اپنے فرزند کی طرح تربیت فرمائی اور اپنا جانشین مقرر کیا۔

۱۴۔ شیخ فتح اللہ راجگیری شیخ نظام الدین امیٹھی کے مرید وخلیفہ ہیں۔ پوری زندگی عبادت وریاضت میں گذاری۔ صاحب کرامات بزرگ تھے۔ ۷/ ربیع الاوّل، ۱۰۰۷، میں وفات پائی۔ اخبار الاصفیاء، ص ۱۴۷ الف، ب

۱۵۔ ملفوظات اخی، ص ۱۴۱ الف

۱۶۔ ایضاً، ص ۱۱۲ الف

۱۷۔ ایضاً، ص ۷۱ الف، ب

۱۸۔ اسی طرح کی عبارت مکتوبات صدی نمبر ۱۹ ''امراض ظاہر وباطن کے بیان میں'' ملتی ہے۔ دیکھئے مکتوبات صدی، شیخ شرف الحق والدین احمد یحییٰ منیری، اردو ترجمہ حضرت سید شاہ نجم الدین احمد فردوسی وحضرت سید شاہ الیاس، جسیم بکڈپو، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی، ۱۹۹۸، ص ۱۵۶-۱۵۸

۱۹۔ ملفوظات اخی، ص ۱۱۱ ب
۲۰۔ ایضاً، ص ۱۰ ب
۲۱۔ ایضاً، ص ۲۱ ب
۲۲۔ ایضاً، ص ۲۴ ب ۔ ۲۶ ب
۲۳۔ ایضاً، ص ۱۳ ب
۲۴۔ ایضاً، ص۶ الف و ۳۵ الف
۲۵۔ ایضاً، ص۲۹ ب و ۳۱ ب

☆